کرہ ارض کا مرکز ’گرینچ‘ یا ’مکۃ المکرمہ‘؟

قرآن مجید میں وارد ہے: بلاشبہ سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے تعمیر کیا گیا وہی ہے جو مکہ میں واقع ہے۔ اس گھر کو برکت دی گئی اور تمام جہان والوں کے لیے مرکز ہدایت بنایا گیا۔ (آل عمران: 96) سب سے پہلا گھر جو منجانب اللہ لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہ ہے جو مکہ میں ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں سب سے پہلا عبادت خانہ کعبہ ہے، اس کی یہ صورت بھی ہو سکتی ہے کہ دنیا کے سب گھروں میں پہلا گھر عبادت ہی کے لیے بنایا گیا ہو، اس سے پہلے نہ کوئی عبادت خانہ ہو نہ دولت خانہ، حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں، ان کی شان سے کچھ بعید نہیں کہ انھوں نے زمین پر آنے کے بعد اپنا گھر بنانے سے پہلے اللہ کا گھر یعنی عبادت کی جگہ بنائی ہو، اسی لیے حضرت عبداللہ بن عمر، مجاہد، قتادہ، سدی وغیرہ صحابہ وتابعین اسی کے قائل ہیں کہ کعبہ دنیا کا سب سے پہلا گھر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ لوگوں کے رہنے سہنے کے مکانات پہلے بھی بن چکے ہوں مگر عبادت کے لیے یہ پہلا گھر بنا ہو، حضرت علی سے یہی منقول ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آدم علیہ السلام کی یہ تعمیر کعبہ نوح علیہ السلام کے زمانے تک باقی تھی، طوفانِ نوح میں منہدم ہوئی اور اس کے نشانات مٹ گئے، اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہی بنیادوں پر دوبارہ تعمیر کیا ”۔ (معارف القرآن، 96)

سائنسی حقائق یہ بتاتے ہیں کہ مکہ جسے قرآن میں بکہ بھی کہا گیا ہے اور جہاں مسلمان عمرہ وحج ادا کرتے ہیں، زمین پر معرض وجود میں آنے والا خشکی کا پہلا ٹکڑا تھا۔ سائنسی طور پر ثابت شدہ حقیقت یہی ہے کہ زمین کی پیدائش کے ابتدائی ایام میں تمام کرہ زمین پانی میں ڈوبا ہوا تھا یعنی ایک بہت بڑا سمندر تھا۔ بعد ازاں اس کی تہہ سے آتش فشاں پھٹے اور انہوں نے زمینی پرت کے نیچے پگھلے ہوئے چٹانی مواد اور لاوے کو بڑی مقدار میں اوپر دھکیل دیا جس سے ایک پہاڑی معرض وجود میں آئی اور یہی وہ پہاڑی تھی کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے

اپنا گھر (قبلہ) بنانے کا حکم دیا۔ مکہ کی سیاہ بسالٹ چٹانوں پر کی گئی سائنسی تحقیق سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ یہ ہماری زمین کے قدیم ترین پتھر ہیں۔ اگر یہ بات ایسے ہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسی مکہ سے ہی پھر بقیہ زمین کو پھیلایا گیا اور دنیا کے دوسرے خطے معرض وجود میں آئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے اس دعوٰی کی تائید میں کوئی حدیث مصطفٰے بھی موجود ہے۔ اس کا جواب ہاں میں ہے۔

ڈاکٹر ذغلول النجار نے درج ذیل 2 احادیث کو پیش کیا ہے۔ جن کو میں انہی کے حوالے سے نقل کر رہا ہوں کہ نبی کریم نے فرمایا کہ کعبہ پانی کے اوپر زمین کا ایک ٹکڑا تھا اسی سے ہی بقیہ زمین کو پھیلایا گیا۔ (الفائق فی غریب الحدیث للزمخشری: 1/ 371)۔ اسی طرح الطبرانی اور البیہقی نے شعب الا یمان میں ابن عمر سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب زمین و آسمان بنائے جا رہے تھے تو پانی کی سطح میں سے سب سے پہلا نکلنے والا خشکی کا ٹکڑا یہی تھا کہ جس پر یہ (متبرک گھر) واقع ہے، پھر اسی کے نیچے سے ہی بقیہ زمین کو پھیلایا گیا۔ علاوہ ازیں درج ذیل احادیث سے بھی مندرجہ بالا احادیث کو تقویت ملتی ہے۔ امام بخاری نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے ایک حدیث روایت کی ہے، اس لمبی حدیث میں سے ایک ٹکڑا میں یہاں نقل کرتا ہوں۔

نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ "(مکہ) وہ شہر ہے کہ جس دن سے اللہ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔ اسی دن سے اس کو حرمت دی اور اللہ کی یہ حرمت قیامت تک قائم رہے گی"۔ (بخاری ابواب العمرہ، باب لا یحل القتال بمکہ)۔

اس کے علاوہ امام ابن کثیر نے بھی ایک حدیث مسند احمد، ترمذی اور نسائی سے نقل کی ہے، اس کو امام ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے کہ نبی نے مکہ کے بازار حرورہ میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ "اے مکہ تو اللہ تعالی کو ساری زمین سے بہتر اور پیارا ہے۔ اگر میں زبردستی تجھ سے نہ نکالا جاتا تو ہرگز تجھے نہ چھوڑتا"۔ (تفسیر ابن کثیر، آل عمران، آیت 96)۔ چنانچہ رسول اللہ کا فرمان جہاں مندرجہ بالا تحقیق کی حمایت کرتا ہے وہاں آپ کی صداقت کو بھی عیاں کرتا ہے۔ حضور کو کس نے بتایا کہ زمانہ قدیم میں پوری زمین پانی میں ڈوبی ہوئی تھی اور پھر اسی خشکی کے ٹکڑے پر اللہ کا گھر بنایا گیا تھا، جیسا کہ مکہ کی بسالٹ چٹانوں پر کی گئی تحقیق سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ قدیم ترین چٹانیں ہیں۔

پروفیسر حسین کمال الدین ریاض یونیورسیٹی میں شعبہ انجنیرنگ میں پروفیسر تھے۔ انہوں نے اپنی بے مثال تحقیق کے بعد اس امر کا انکشاف کیا تھا کہ مکہ زمین کا مرکز ہے۔ انہیں اس حقیقت کا علم اس وقت ہوا جب وہ دنیا کے بڑے شہروں سے قبلہ (مکہ) کی سمت معلوم کرنے کے کام پر مامور تھے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے ایک چارٹ بنایا۔ اس چارٹ میں ساتوں براعظموں کو مکہ المکرمہ سے فاصلے اور محل وقوع کی بنیاد پر ترتیب دیا۔ پھر اپنے کام کو مزید آسان بنانے کے لیے انہوں نے اس چارٹ کو طول بلد اور عرض بلد کے حساب سے تقسیم کرنے کے لیے یکساں خطوط کھینچے۔ پھر ان فاصلوں، مقداروں اور دوسری کئی ضروری چیزوں کو معلوم کرنے کے لیے انہوں نے انتہائی جدید اور پیچیدہ کمپیوٹر سافٹ ویئرز کو استعمال کیا اور آخر کار دو سالہ انتھک محنت کے بعد اپنی نئی دریافت کا انتہائی خوشی سے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ 'مکہ' ہی زمین کا مرکز ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک ایسا دائرہ بنایا جائے کہ اگر اس کا مرکز مکہ ہو تو اس دائرے کے بارڈرز تمام براعظموں سے باہر واقع ہوں گے اور اسی طرح اس دائرے کا محیط تمام براعظموں کے محیطوں کا احاطہ کر رہا ہوگا۔ (المجلہ العربی۔ نمبر 237، اگست 1978)۔

بعد ازاں 20 صدی کی آخری دہائی میں زمین اور زمین کی تہوں کی جغرافیائی خصوصیات کو جاننے اور نقشہ نویسی کی غرض سے حاصل کی گئیں سیٹلائٹ تصاویر سے بھی اس تحقیق کو تقویت ملتی ہے کہ مکہ زمین کے مرکز میں واقع ہے۔ سائنسی طور پر یہ امر ثابت شدہ ہے کہ زمین کی پلیٹیں (Tectonics Plates) اپنی لمبی جغرافیائی عمر کے وقت سے باقاعدگی کے ساتھ عربین پلیٹ کے گرد گھوم رہی ہیں۔ یہ پلیٹیں باقاعدگی کے ساتھ عربین پلیٹ کی طرف اس طرح مرتکز ہو رہی ہیں کہ گویا یہ ان کا مرکز ہدف ہے۔ اس سائنسی تحقیق کا مقصد ہرگز یہ معلوم کرنا نہیں تھا کہ زمین کا مرکز مکہ ہے یا نہیں بلکہ کچھ اور مقاصد تھے۔ تاہم اس کے باوجود یہ تحقیق مغرب کے کئی سائنسی میگزینوں میں شائع ہوئی مگر اس طور پر کہ اس سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کیا جا سکے۔ سید ڈاکٹر عبد الباسط مصر کے نیشنل ریسرچ سنٹر کے ممتاز رکن ہیں۔ انہوں نے 16 جنوری 2005 میں سعودی عرب میں المجد ٹی وی کو انٹرویو دیا تھا۔ اس میں مکہ المکرمہ کے متعلق کئی حیرت انگیز سائنسی انکشافات کیے تھے۔ انہوں نے کہا کہ سائنسی بنیادوں پر مکہ دنیا کا مرکز اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ

جب نیل آرم اسٹر انگ زمین سے اوپر خلا کی طرف جا رہے تھے تو انہوں نے زمین کی تصویریں کھینچیں۔ انہوں نے دیکھا کہ زمین خلا میں معلق ایک کالا ک ±رّہ ہے۔ نیل آرم سٹر انگ نے اپنے آپ سے سوال کیا کہ اسے کس نے لٹکایا ہے؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ ! اسے خدا نے ہی معلق کر کے تھاما ہوا ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے مشاہدہ کیا کہ زمین کے کسی خاص مقام سے کچھ خاص قسم کی شعاعیں نکل رہی ہیں جو کم طول موج کی تھیں۔ انہوں نے اس چیز کو معلوم کرنے کے لیے اپنے کیمروں کو اس مقام پر فوکس کرنا شروع کیا کہ جہاں سے یہ شعاعیں نکل رہی تھیں۔ آخر کار وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوئے اور انہوں نے یہ معلوم کر لیا کہ وہ مقام کہ جہا ں سے شعاعیں خارج ہو رہی ہیں وہ مکہ ہے۔ بلکہ بالکل اگر صحیح طور پر کہا جائے تو وہ کعبہ ہے۔ جب نیل آرم اسٹر انگ نے یہ منظر دیکھا تو اس کے منہ سے نکلا۔ اوہ !میرے خدا! جب وہ مریخ کے قریب پہنچے تو دوبارہ انہوں نے زمین کی تصویریں کھینچیں تو انہیں معلوم ہوا کہ مکہ سے نکلنے والی یہ شعاعیں مسلسل آگے جا رہی تھیں۔ ناسا نے یہ تمام معلومات اپنی ویب سائٹ پر پیش کر دی تھیں مگر صرف 21 دن کے بعد ان کو ویب سائٹ سے ہٹا دیا گیا تھا۔ شاید اس لیے کہ یہ معلومات بڑی اہم اور حساس تھیں۔

ڈاکٹر عبدالباسط نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے مزید کہا کہ یہ شعاعیں جو کعبہ سے خارج ہو رہی ہیں لا محدود ہیں۔ زیادہ طول موج یا کم طول موج والی شعاعوں کی خصوصیات سے بالکل بر عکس، میرے خیال میں اس کی وجہ فقط یہ ہے کہ ان کا منبع اور ماخذ زمین کا کعبہ ہے جو آسمانی کعبہ سے وابستہ ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ شعائیں زمینی کعبۃ اللہ سے بیت المعمور (آسمانی کعبۃ اللہ) تک جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کعبہ زمین کے اس مقام پر ہے کہ جہاں زمینی مقناطیسی قوتوں کا اثر صفر ہے۔ یہ زمینی مقناطیس کے شمالی اور جنوبی قطبوں کے بالکل درمیان میں ہے، اگر یہاں قطب نما رکھ دیا جائے تو اس کی سوئی حر کت نہیں کرے گی۔ اس لیے کہ اس مقام پر شمالی قطب اور جنوبی قطب کی کششیں ایک دوسرے کے اثر کو زائل کر دیتی ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ مک ؟ المکرمہ اس زمینی مقناطیسی قوت کے اثر سے باہر ہے اور مکہ کے رہنے والوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا، نتیجتاً جو کوئی مکہ کی طرف سفر کرتا ہے یا اس میں رہتا ہے وہ صحت مند اور لمبی عمر پاتا ہے۔

اسی طرح جب آپ کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو آپ اپنے اندر ایک توانائی داخل ہوتے ہوئے محسوس کرتے

ہیں ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ آپ زمین کے مقناطیسی میدان کی قوت کے اثر سے باہر ہوتے ہیں اور سائنسی بنیادوں پر یہ بات ثابت شدہ ہے۔ علاوہ ازیں مکہ کی کالی بسالٹ چٹانوں کے ٹکڑوں کو لیبارٹری میں لے جاکر چیک کیا گیا ہے اور یہ بات معلوم کرلی گئی ہے کہ یہ زمین کی سب سے قدیم ترین چٹانیں ہیں۔ مصر کے ڈاکٹر عبدالباسط کی گفتگو سے ثابت ہوتا ہے کہ کعبہ نا صرف زمین کا مرکز ہے بلکہ یہ پوری کائنات کا مرکز بھی ہے کیونکہ اس کی سیدھ میں بالکل اوپر آسمانی کعبہ یعنی بیت المعمور ہے۔ مختلف روایات و احادیث سے بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیت المعمور، زمینی کعبہ کی سیدھ میں بالکل اوپر ہے۔ اگر وہ اوندھے منہ گرے تو سیدھا اس کے اوپر گرے۔ ہر روز 70 ہزار فرشتے اس میں آتے ہیں جب وہ وہاں سے جاتے ہیں تو پھر ان کی باری نہیں آتی۔ علاوہ ازیں قرآن مجید میں بھی مکہ کو "ام القری" کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے کہ مکہ ان شہروں کی ماں ہے جو سب اس کے ارد گرد ہیں۔ اس آیت سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکہ تمام شہروں کے درمیان میں ہے۔ اسلامی معاشرے میں ماں کے لفظ کی ایک خاص اہمیت ہے۔ آل و اولاد کا سلسلہ ماں سے ہی چلتا ہے۔ چنانچہ مکہ کو شہروں کی ماں کا نام دینے سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ زمین کے بقیہ حصے بھی اسی سے پھیلے یا اس کے بعد وجود میں آئے اور یہی بات سائنسی طور پر بھی ثابت ہو چکی ہے۔ مکہ ایک محفوظ اور پر امن شہر ہے۔ قرآن میں اس کو "بلد الامین" بھی کہا گیا ہے۔ یہاں کسی چرند پرند کو بھی نقصان پہنچانا ممنوع ہے۔ یہ تمام اطراف سے اونچے پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے، یہی وجہ ہے کہ یہاں کبھی کبھار کم درجے کے زلزلے ہی آتے ہیں۔ مزید برآں چونکہ اس شہر کا درجہ حرارت عموماً زیادہ رہتا ہے اسی وجہ سے یہاں زمینی پرت (Crust) کے نیچے چٹانیں چکنے والی اور لیس دار ہیں، اس وجہ سے بھی مستقبل میں اگر کبھی یہاں زلزلہ آیا تو اس کی شدت کم ہی رہے گی۔ کعبہ کی ایک اور اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ مسلمان اس کے گرد طواف کرتے ہیں۔ طواف کا آغاز حجر اسود والی جگہ سے کیا جاتا ہے۔ حاجی یہ طواف اینٹی کلاک وائز (مخالف گھڑی وار) کرتا ہے اور یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کائنات میں ایٹم سے لے کر کہکشاؤں تک ہر چیز اینٹی کلاک وائز حرکت کررہی ہے۔ ایٹم کے اندر الیکٹرونز، نیوکلئیس کے گرد اینٹی کلاک وائز گردش کرتے ہیں۔ زمین کی تمام پلیٹیں عربین پلیٹ کے گرد اینٹی کلاک وائز حرکت کرتی ہیں۔ انسانی جسم کے اندر سائیٹوپلازم، سیل

کے نیوکلئس کے گرد اینٹی کلاک وائز حرکت کرتا ہے۔ پروٹین مالیکیولز بھی بائیں سے دائیں طرف اینٹی کلاک وائز ہی حرکت کرتے ہوئے ترتیب پاتے ہیں۔ ماں کے رحم کے اندر بیضیٰ انثیٰ بھی اپنے ہی گرد حرکت اینٹی کلاک وائز ہی کرتا ہے۔ مرد کی منی کے اندر جرثومہ بھی اپنے ہی گرد اینٹی کلاک وائز حرکت کرتے ہوئے بیضیٰ انثیٰ تک پہنچتا ہے۔ انسانی خون کی گردش بھی اینٹی کلاک وائز ہی شروع ہوتی ہے۔ زمین اپنے گرد اور سورج کے گرد بھی انیٹی کلاک وائز ہی حرکت کرتی ہے۔ سورج اپنے ہی گرد اینٹی کلاک وائز حرکت کرتا ہے۔ سورج اپنے تمام نظام شمسی سمیت ملکی وے کہکشاں کے مرکز کے گرد اینٹی کلاک وائز گردش کرتا ہے۔ کہکشاں خود اپنے ہی گرد اینٹی کلاک وائز گردش کرتی ہے۔ چناچہ ان تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان جب کعبہ کا طواف کرتا ہے تو وہ اسی طرح اپنے رب کی طرف سے عائد کی گئی ڈیوٹی کو نبھاتا ہے کہ جس طرح ایٹم سے لے کر کہکشاؤں تک، سب اپنے رب کے حکم کے آگے سر اطاعت خم کیے ہوئے ایک ہی سمت میں محو گردش ہیں۔ اس سے اسلام کا امتیاز اور برتری دوسرے مذاہب کی نسبت نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

گزشتہ سال قطر میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی تھی، جس کا عنوان 'مکہ مرکز عالم، علم و عمل' تھا۔ اس میں کچھ مسلمان علمائے دین اور سائنسدانوں نے مطالبہ کیا تھا کہ گرینچ کے معیاری وقت کی بجائے مکہ مکرمہ کے وقت کو معیار کے طور پر اپنانا چاہیے کیونکہ بقول ان کے مکہ مکرمہ ہی دنیا کا مرکز ہے۔ اس کانفرنس میں شریک ایک ماہر ارضیات کا کہنا تھا کہ جغرافیائی لحاظ سے مکہ مکرمہ قطب شمالی سے دیگر طول بلد کے مقابلے میں بہترین مطابقت رکھتا ہے۔ شرکاء کانفرنس کا کہنا تھا کہ انگریزوں نے برطانوی راج کے دور میں دیگر ممالک پر قبضہ کر کے، باقی دنیا پر زبردستی گرینچ کا وقت مسلط کر دیا تھا۔ اب اس صورت حال کو بدلنے کا وقت آگیا ہے۔

معروف عالم دین شیخ یوسف القرضاوی نے اس کانفرنس میں کہا کہ جدید سائنسی طریقوں سے اب یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ مکہ مکرمہ کرہ ارض کا اصل مرکز ہے۔ جس سے قبلے کی اہمیت بھی واضح ہوتی ہے۔ اس کانفرنس میں مکہ واچ، نامی منصوبے کا بھی جائزہ لیا گیا۔ یہ ایک فرانسیسی سائنسدان کی ایجاد کردہ گھڑی ہے جو

الٹی طرف چلتی ہے اور اس سے دنیا میں کہیں بھی موجود مسلمانوں کو قبلے کے رخ کا پتہ چل سکتا ہے۔ اب جب کہ سائنسی تحقیقات اور سیٹلائٹ تصاویر نے بھی اس تحقیق کی حمایت کر دی ہے کہ مکہ ہی زمین کا مرکز ہے تو کئی دہائیوں سے جاری اس تنازع اور بحث و مباحثہ کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بین الاقوامی طور پر وقت کے معیار کے لیے گرینچ کی بجائے ‘مکہ’ ہی کو مرکز قرار دیا جائے۔ اب اگر مکہ کے وقت کو بین الاقوامی طور پر نافذ کر دیا جائے تو ہر ایک کے لیے نمازوں کے اوقات کا معلوم کرنا بالکل آسان ہو جائے گا۔ لہذا مکۃ المکرمہ جو کہ ایک مبارک شہر ہے، کو دنیا کے دیگر شہروں پر فضیلت کا حق ملنا چاہیے۔